مناظرہ: آج مسلمانوں کا امام کون ہے؟

انس: علی بھائی السلام علیکم!

علی: وعلیکم السلام انس بھائی۔ کہیے سب خیریت تو ہے۔

انس: کیا خیریت۔ کس بات کی خیریت۔ کیا بتائیں بھائی۔ زمانہ کہاں سے کہاں جا رہا ہے۔

علی: کیا ہوا انس بھائی؟

انس: (ایک سرد آہ بھرتے ہوئے) آہ! سنا ہے کہ حجاز میں اب جوئے خانے کھل رہے ہیں۔ سنیما گھر وغیرہ تو پہلے ہی کھل گئے تھے۔ امت مسلمہ اور خاص کر ہمارے رہنماؤں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ شریعت کو طاق پر رکھ دیا گیا ہے اور اب من مانیاں ہو رہی ہیں۔ کاش کہ شریعت کی پامالی سے روکنے والا کوئی ہوتا۔ کوئی ہوتا جو امت کو حقیقی دین اسلام پر متحد کرتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کی پیروی کریں۔ کس کے حکم پر چلیں۔

علی: بھائی یہ تو آپ کا مسئلہ ہے۔ ہم اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والے تو اس فکر سے بری ہیں۔

انس: وہ کیسے؟

علی: ہمارے یہاں تو یہ عقیدہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اپنے بعد آنے والے تمام ۱۲/ جانشینوں کے بارے میں بارہا اعلان کر دیا تھا جو روز قیامت تک آتے رہیں گے اور امت کی نجات اور فلاح و بہبودی کے لیے کافی ہوں گے اور جو ان سے متمسک رہے گا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور اسی عقیدہ کو ہمارے یہاں امامت کا عقیدہ کہا جاتا ہے جو ہمارے اصول دین میں سے ایک ہے۔

انس: علی بھائی آپ لوگوں کی یہی بات سمجھ میں نہیں آتی ہر جگہ کوئی بات اگر نکل کے آتی ہے تو آپ لوگ امامت و امام، امامت و امام کی گفتگو کو لے آتے ہیں۔ آپ لوگوں کی محفلوں میں جاؤ تو بھی امام، مجلسوں میں امام بلکہ ہر جگہ آپ لوگ امام و امامت کا ہی تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ سب آپ لوگوں کی گڑھی ہوئی باتیں ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی دلیل ہے تو بات آگے بڑھائی جائے۔ ورنہ سب بیکار ہے۔

علی: جناب والا آپ کیا فرمارہے! امامت و خلافت کا عقیدہ آپ لوگوں کے یہاں بھی نہایت اہم ہے۔ اور آپ کے یہاں بھی کتابیں اس موضوع پر بھری پڑی ہیں۔ صحیح مسلم جو کہ اہل تسنن کے یہاں احادیث کی دوسری مستند ترین کتاب مانی جاتی ہے اس میں باب ۳۳ جو کہ کِتَابُ الْاِمَارَةِ ہے، اس باب میں ایک دو نہیں بلکہ متعدد روایتیں اعلان کررہی ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ۱۲/ جانشین اور خلیفہ ہونگے اور یہ سب کہ سب قریش سے ہونگے۔ یہ دیکھئے اسی باب کی یہ حدیث نمبر ۳۰/ ہے جس میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً

"یہ دین اسلام ہمیشہ باوقار رہے گا جب تک اس میں ۱۲/ خلفاء رہیں گے۔"

پھر آپ ﷺ نے ایک بات فرمائی جس کو میں نہیں سمجھا۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا

كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

"وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔"

انس: علی بھائی یہ حدیث تو میں پہلی بار سن رہا ہوں۔ مجھے پتہ لگانا ہو گا کہ یہ حدیث کس قدر معتبر ہے۔ اس سے تو اچھا ہے کہ آپ اپنی بات قرآن سے ثابت کریں۔ قبول کرنے میں تھوڑی اور آسانی ہو جائے گی۔

علی: بھائی ہم لوگ حدیث ثقلین کے ماننے والے ہیں۔ لہٰذا قرآن مجید سے کبھی دور نہیں رہ سکتے۔ سورہ اسرا جسے سورہ بنی اسرائیل بھی کہا جاتا اسکی آیت نمبر ۷۱ میں ارشاد رب العزت ہے:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ "وہ دن ہو گا جب ہم ہر گروہ انسانی کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔"

یعنی قیامت کے دن ہر شخص اپنے امام کے ساتھ محشور ہو گا۔ اب جناب والا آپ بتائیں کہ روز قیامت آپ کس کے ساتھ محشور ہونگے۔ انہیں لوگوں سے ساتھ جن کی ابھی آپ مذمت کر رہے تھے جنہوں نے اللہ کی بابرکت زمین پر جوئے خانہ کھول دئے؟ وہ لوگ جو اس طرح کے فتوے دیتے ہیں کہ اگر شوہر چاہے تو زوجہ کا گوشت کاٹ کر کھا سکتا ہے؟

انس: لیکن یہ امام قرآن بھی تو ہو سکتا ہے۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ آپ کے امام ہی ہیں؟

علی: بھائی کیا آپ نے کبھی قرآن مجید کی بیعت کی ہے؟

انس: قرآن کی بیعت؟ علی بھائی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ قرآن کوئی انسان تھوڑی نہ ہے کہ اس کی بیعت کی جائے!

علی: جب اس کی بیعت نہیں ہو سکتی تو پھر اس آیت میں امام سے مراد قرآن کیسے ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ یہاں ہر زمانہ کے امام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ قرآن ہر زمانہ میں ایک ہی ہے لیکن امامِ وقت زمانہ کے اعتبار سے ہدایت کی ذمہ داریاں پوری کرتا ہے۔ اس لئے اس کی بیعت ضروری ہے۔ اور آپ اس امامت کے عقیدہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے کیوں کی آپ کے اسلاف نے اسی امامت اور بیعت کی خاطر نبی اکرم ﷺ کا جنازہ چھوڑ دیا تھا اور بیعت کے لئے سقیفہ میں جمع ہو گئے تھے۔

انس: وہ تو اس وقت ضروری تھا۔ لیکن وہ صرف اس زمانہ کے لئے تھا۔ بعد میں اسے اتنی اہمیت نہیں دی گئی۔

علی: ایسا نہیں ہے انس بھائی۔ آپ کے لیے بات اور واضح کرتے ہیں۔ ایک واقعہ جسے اہل تسنن کے مشہور عالم ابن ابی الحدید نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ کے کی جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۲ پر نقل کیا ہے۔

بنی مروان کی حکومت تھی۔ حجاج ابن یوسف مدینہ میں ان کا گورنر تھا۔ عبد اللہ ابن عمر کا رات کے وقت حجاج کے محل پر آنا ہوتا ہے اور دربان سے کہا جاتا ہے کہ مجھے گورنر سے ملنا ہے۔ دربان کہتا ہے صبح کو آنا ابھی رات ہو چکی ہے۔ غرض اسکے بہت اصرار کے بعد دربان حجاج کے پاس جاتا ہے۔ حجاج بھی اجازت نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ ابھی میرے سونے کا وقت ہے۔ دربان عبد اللہ بن عمر کے پاس پلٹ کر کہتا ہے کہ اجازت نہیں ملی۔ عبد اللہ بن عمر کے بہت اصرار کے بعد حجاج اجازت دے دیتا ہے۔ جب اتنی رات میں آنے کا سبب پوچھا، تو عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ اپنا ہاتھ دو تا کہ میں خلیفہ کی بیعت کر سکوں۔ حجاج نے اپنا پیر باہر نکالا اور عبد اللہ بن عمر نے حجاج کی بیعت کی۔ حجاج نے کہا کہ تم نے اتنی عجلت کیوں کی؟ عبد اللہ بن عمر نے جواب میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ: وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

"اور جو شخص مر جائے اور اس کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہو تو وہ شخص جاہلیت کی موت مرتا ہے۔"

میں نہیں چاہتا تھا کہ اگر آج کی رات میرا انتقال ہو جائے تو میں میرے وقت کے امام کی بیعت کے بغیر مر جاؤں۔

کچھ سمجھے انس بھائی؟ اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ

- آج آپ کا امام کون ہے؟
- کیا وہ قریش سے ہے؟
- کیا وہ انہیں ۱۲/ اماموں میں سے ہے؟
- آپ کس کے ساتھ محشور ہونگے؟

- کون ہے جس کی بیعت آپ کی گردن پر ہے اور جس کی معرفت آپ پر واجب ہے؟

اگر آپ کہیں گے کہ آج کے بادشاہ تو یہ تو وہی ہیں جنہوں نے لہو ولعب کے بازاروں کو کھولا ہے، جوئے کے اڈوں کو بڑھاوا دیا ہے، بے غیرتی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے اور دین خدا سے دور تک کوئی وابستگی نہیں ہے۔

انس: اس کا مطلب یہ ہے کہ بارہ سے مراد آپ کے بارہ امام ہیں؟

علی: جی ہاں! جن میں پہلے حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور آخری حضرت امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) ہیں۔ اور یہ بھی آپ کے عالم شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے اپنی کتاب **یَنَابِیۡعُ الۡمَوَدَّۃِ**، باب ۹۴، صفحہ ۴۷۰ پر یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جابر سے فرمایا:

"اے جابر! میرے اوصیاء اور میرے بعد مسلمانوں کے اماموں میں سے پہلے علی پھر حسن پھر حسین ہیں اور پھر حسین کی اولاد میں سے نو اماموں کا ذکر فرماتے ہیں کہ ان میں سے پہلے علی بن حسین زین العابدین اور آخری حضرت امام مہدی بن حضرت امام حسن عسکری علیہم السلام ہیں۔

اور امام مہدی علیہ السلام کا انکار تو کفر ہے۔ آپ ہی کے عالم حموینی نے اپنی کتاب **فَرَائِدُ السِّمۡطَیۡنِ** کی ج ۲، ص ۳۳۴ پر یہ حدیث درج کی ہے کہ: **مَنۡ اَنۡکَرَ خُرُوۡجَ الۡمَهۡدِیِّ فَقَدۡ کَفَرَ**

"جس نے قیام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کا انکار کیا اس نے کفر اختیار کیا ہے۔"

بھائی قرآن اور احادیث اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں ہمارے لیے یہ بات مسلّم ہے کہ ابھی اس وقت ہمارے امام، حضرت امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) ہیں۔

انس: علی بھائی آپ کی بات ہماری سمجھ میں تھوڑی تھوڑی آ رہی ہے۔ لیکن ہمیں ہمارے مفتی صاحب سے پوچھنا ہوگا اور جو حوالے آپ نے دیے ہیں ان کتابوں کو دیکھ کر آپ کی طرف دوبارہ رجوع کرینگے۔ اچھا اب آپ اجازت دیں گھر جانا ہے۔ اللہ حافظ!

علی: خدا حافظ!